صورتوں کو جن کو شریعت نے اجتماعی شکل نہیں دی، اپنی طرف سے ان کو ثواب کی بنیاد پر اجتماعی شکل دینا بدعت ہے۔ تراویح کی جماعت شریعت کی روشنی میں کی گئی ہے۔ تہجد کی جماعت اتفاقاً اگر ہوجائے تو قباحت نہیں لیکن اس کا پروگرام بنا کر اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا، اور اسے انفرادی عبادت سے زیادہ باعثِ ثواب سمجھنا درست نہیں ہے۔ اُمت میں اجتماعی تراویح تو ہے مگر اجتماعی تہجد نہیں ہے۔ جواب کی یہ عبارت بالکل واضح ہے: ''کسی بھی عبادت کو جو انفرادی طور پر مطلوب ہو ازخود بلا دلیل اجتماعی شکل دینا اور اسے ثواب سمجھنا بدعت ہے''۔

آپ نے اسلامی تحریک کی جن اجتماعی شب بیداریوں کا ذکر کیا ہے، ان کے متعلق یہ بات نہیں سمجھی جاتی کہ وہ انفرادی طور پر مطلوب ہیں اور ان کو عبادت کا درجہ بھی نہیں دیا جاتا بلکہ تعلیم و تربیت کا وسیلہ قرار دیا جاتا ہے۔ وہ ازخود بلا دلیل نہیں ہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کی محفلیں ان کی دلیل ہیں، اور اجتماعی پروگرام کو ثواب کا درجہ نہیں دیا جاتا کہ اس طرح کریں تو ثواب ہے اور کسی دوسری رات کو کسی اور طرح کریں تو اس میں ثواب نہیں ہے۔

اس طرح تربیتی پروگرام کے بعد اتفاقاً قبرستان میں جانا درست ہے۔ مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ اس طرح اجتماعی شکل میں جانا مغفرت اور ثواب کا باعث ہے اور انفرادی شکل میں جانے کا ثواب کم ہے۔ ثواب کی کمی زیادتی کے لیے قرآن و حدیث سے دلیل چاہیے جو ہمیں نہیں ملتی۔ اگر ضعیف حدیث ہوتی تب بھی فرق کیا جاسکتا تھا، لیکن یہاں اجتماعی زیارتِ قبور کے بارے میں ضعیف حدیث بھی نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی صحابہؓ کو اہتمام کے ساتھ اجتماعی طور پر لے کر زیارتِ قبور کے لیے نہیں گئے۔ پس اتفاقاً کوئی اعتراض نہیں، البتہ اجتماعی شکل کو ثواب کا درجہ دے کر اس کا اہتمام کرنا مناسب نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ جواب کا دوبارہ مطالعہ کریں گے تو آپ پر بات واضح ہوجائے گی۔ یہ بات میں نے اپنی رائے کی بنیاد پر نہیں، فقہا کے طے شدہ اصولوں کی روشنی میں لکھی ہے، اور اجتماعی شکل کے بارے میں جو انتہاپسندانہ رائے ہے اس کی بھی تردید کی ہے۔ البتہ مکروہ کے ساتھ تنزیہی کا لفظ رہ گیا ہے جو خلافِ اولیٰ کے قریب کی نامناسب صورت کو کہا جاتا ہے، اس کا اضافہ کرلیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح بات کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ (مولانا عبدالمالک)

کتاب نما

برصغیر ہند میں اشاعتِ اسلام کی تاریخ، مفتی محمد مشتاق تجاروی۔ ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دہلی، بھارت۔ صفحات: ۱۶۴۔ قیمت: ۷۵ بھارتی روپے۔

ہندستان میں اشاعت اسلام کی تاریخ ایک جامع اور وسیع موضوع ہے۔ اس موضوع پر اگرچہ بہت سی مفصل کتب موجود ہیں لیکن ایسی کتاب کی جو مستند مراجع کے ساتھ یک جا اور قابلِ اعتماد تفصیل فراہم کرسکے کمی تھی۔ مفتی محمد مشتاق تجاروی کی یہ کتاب اسی مقصد کے حصول کی جانب ایک مستحسن کاوش ہے۔

ہندستان میں اشاعتِ اسلام کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ یہ درحقیقت انفرادی کاوشوں کا ثمرہ ہے (ان میں بھی صوفیہ کا کردار نمایاں ہے) اور قبولِ اسلام بھی زیادہ تر انفرادی سطح پر ہوا ہے۔ ان کاوشوں کو چار گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: صوفیہ، علما، سلاطین اور تجار۔ 'صوفیہ کی تبلیغی خدمات' کے تحت اشاعتِ اسلام میں صوفیہ کی گراں قدر خدمات، ان کا طریق تبلیغ و حکمت عملی اور اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز معروف صوفیۂ کرام کی خدمات کا مختصر اور جامع تعارف بھی دیا گیا ہے۔ صوفیہ کے بعد علمائے کرام کی تبلیغی خدمات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جائزے میں ایک دل چسپ پہلو یہ اُبھر کر سامنے آتا ہے کہ مسلم حکومت کے عہد عروج میں تبدیلیِ مذہب کے واقعات کم ہوئے اور عہد زوال میں اسلام کی اشاعت بڑی تیزی سے ہوئی (ص ۷۸)۔ ۱۹۳۳ء کے پہلے ۵۰ سالوں میں تقریباً ۶۱ لاکھ لوگوں نے اسلام قبول کیا... پروفیسر آرنلڈ کے بقول سالانہ ۶ لاکھ تک لوگوں نے اسلام قبول کیا (ص ۹۶)۔ دورِ زوال میں تبلیغی مساعی کا سہرا زیادہ تر علما کے سر جاتا ہے۔ معروف علمائے کرام کی خدمات کا مختصر جائزہ بھی لیا گیا ہے۔